51

فرمانبرداری اختیار کرو

فرمودہ ۲۵ ؍جولائی ۱۹۱۹ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ:۔

بعض صوفیاء کا قول ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچان لیتا ہے وہ اسی ذریعہ سے خدا تعالیٰ کو پہچان لیتا ہے اور تصوف میں اس قول کو اتنا دخل ہے کہ تصوف کے ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ بعضوں نے غلطی سے اس کلمہ حکمت کے معنے یہ کئے ہیں کہ ہم خدا ہیں۔ ہمہ اوستی کا مذہب انہی معنوں اور اسی خیال سے نکلا ہے۔ مگر یہ نادانی ہے۔ اس سے یہ مذہب نہیں نکلتا ہے۔ بلکہ اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بندے اور خُدا میں کیا فرق ہے۔ جس نے اپنے نفس کو دیکھا۔ اور اپنی احتیاجوں اور کمزوریوں کو پہچانا۔ اُس نے تکبّر کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے خُدا کی طرف جُھک گیا اور جو لوگ اپنے نفس سے ناواقف ہیں۔ ان کی یہ ناواقفیت ہی ان کو تکبر و خودپسندی کی طرف لے جاتی ہے۔

جب انسان غور کریگا۔ تو اس کو معلوم ہو گا کہ اس کے نفس کو کتنی احتیاجیں لگی ہوئی ہیں۔ اور کتنی ادنیٰ ادنیٰ چیزوں کا محتاج ہے۔ یورپ نے تکبر کیا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ دھوبی سٹرائیک کرتے ہیں۔ نائی سٹرائیک کرتے ہیں۔ اور بڑے بڑے اُمراء تک ان کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں کہ جو کہو وہ ہم مانتے ہیں۔ کوئلہ ڈالنے والے اور کوئلہ کھودنے والے سٹرائیک کرتے ہیں اور حکومت والے ان کی خوشامد کرتے ہیں کہ آپ جو کہتے ہیں۔ ہم وہی مانتے ہیں۔ اس ذریعہ سے خدا نے یورپ کو بتایا ہے کہ انسان ہزاروں چیزوں کا محتاج ہے۔ اور ان کا محتاج ہے جن کو وہ ادنیٰ کہتا ہے۔ یہ نیا عقیدہ نہیں۔ یہ نیا فلسفہ نہیں۔ جیسا کہ آج کل کے نادان تعلیم یافتہ یا جاہل تعلیم یافتہ خیال کرتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک عذاب ہے جو خدا نے بھیجا ہے کہ ان لوگوں کا جو متکبر ہیں تکبّر ٹوٹ جاتے۔

جو لوگ موجودہ سٹرائیکوں کو ایک فلسفہ کہتے ہیں۔ یا اقتصادیات کا ایک جزو قرار دیتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ چند عرصہ میں نہ یہ فساد ہونگے نہ یہ سٹرائیکیں ہونگی۔ یہ محض عذاب کے طور پر ہیں۔

جس طرح پہلے عذاب نہیں رہے اسی طرح یہ عذاب بھی دُنیا کو ہلا کر چلا جائیگا۔ اس میں تو خدا نے یہ بتایا ہے کہ انسان کسقدر محتاج ہے، لیکن بعض لوگ اپنی نادانی اور جہالت سے اس کا نام فلسفہ رکھتے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں خود پسندی اختیار کرتے ہیں اور اس کا نام نیا علم رکھ کر تکبر کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بڑا بتلاتے ہیں اور دوسرے کی فرمانبرداری کو ہتک خیال کرتے ہیں۔ یہ ان کی نادانی اور جہالت ہے۔

یاد رکھو کہ اتباع اچھی بات کی کی جاتی ہے۔ عذابوں کی اتباع نہیں کی جاتی۔ لوگوں میں عادت ہے کہ بعض لوگ اگر ایک خاص قسم کا کوٹ یا قمیض یا پاجامہ پہنیں تو اور لوگ بھی اسی طرح کے کپڑے پہننے لگیں گے، لیکن تم نے یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ کہیں ہیضہ پڑا ہو۔ اور لوگ اس خیال سے مرنے لگیں کہ ہیضہ میں مرنا بھی ایک فیشن ہے۔ پاجامہ پہننے لگتے ہیں کہ ایک فیشن ہے، لیکن جن دنوں طاعون پھوٹا ہو ایسا نہیں کرتے کہ طاعون کے کیڑے لے کر کھا جائیں اور مر جائیں۔ ایم۔ اے اور بی۔ اے ہوتے ہیں، لیکن انفلوانزا میں مرنا شروع نہیں کرتے کہ ہماری اولاد اس کا فخر کرے گی کہ ہمارے بڑے انفلوانزا میں مرے تھے ان کو کیوں نہیں فیشن کی طرح اختیار کرتے۔ اس لیے کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ انفلوانزا ایک عذاب ہے۔

جس طرح یہ امراض ایک جسمانی عذاب ہیں۔ اسی طرح تکبر ایک رُوحانی عذاب ہے۔ لوگ جسمانی عذاب کی نقل نہیں کرتے، رُوحانی کی کرتے ہیں۔ جو لوگ تکبر کرتے ہیں۔ ان کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسا کہ چیتا اپنی زبان کو کسی کھُردری چیز پر گھسے اور اس میں سے خون نکلے اور وہ اس کو چاٹے اور خیال کرے کہ کیا مزا آتا ہے۔ اگرچہ اب وہ مزا لیتا ہے، لیکن درحقیقت وہ اپنی زبان کھا رہا ہے۔ کچھ مدت تو مزا آئے گا اور نتیجہ اس کی موت ہوگی۔

میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اچھی باتوں کو اخذ کریں۔ جو باتیں دین کے اور اخلاق فاضلہ کے خلاف ہوں۔ ان کو چھوڑ دو۔ خود پسندی کو چھوڑ دو۔ اطاعت اسلام کے ماتحت عزت کی چیز ہے۔ اس پر قدم مارو۔ اور تکبر ایک ایسی بلا ہے۔ جو تمہیں خطرناک گڑھوں میں گرا دیگی۔

جس میں اطاعت نہیں وہ مسلم نہیں۔ جو مسلم نہیں وہ مومن نہیں۔ جو مومن نہیں وہ کافر ہے۔ خواہ وہ احمدی ہی کہلاتا ہو۔"

(الفضل ۵ راگست ۱۹۱۹ء)